یا ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام
امام حسین علیہ السلام
کا منیٰ میں
سرداران قوم سے خطاب
امام سجاد علیہ السلام
کا
دربار یزید میں دلیرانہ خطاب

علماء اسلام سے امام خمینی رح کا خطاب

میں پوچھتا ہوں کہ رسول اکرمؐ بھی ایسے تھے؟ قرآن پڑھ کر بالائے طاق رکھ دیتے تھے؟ آپ کو حدود و قوانین الٰہی کے نفاذ سے سروکار نہ تھا؟ پیغمبر اکرمؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء کا یہی شیوہ تھا کہ مسائل و احکام عوام کے حوالے کر کے ایک گوشے میں بیٹھ رہتے تھے؟ یا اس کے برعکس حد جاری کرتے تھے، کوڑے لگاتے تھے، سنگسار کرتے تھے، قید کرتے تھے، شہر بدر کرتے تھے؟ حدود و دیات اسلام کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان سب کا تعلق اسلام سے ہے اور اسلام انہی امور کے لیے آیا ہے اسلام معاشرے میں نظم و نسق قائم کرنے آیا ہے۔

اسلام کی حفاظت ہمارا فریضہ ہے، یہ فریضہ ہے جس کی ادائگی خون مانگتی ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے خون سے زیادہ کس خون کی قیمت ہے؟ لیکن بقائے اسلام کی خاطر اسے بھی قربان کر دیا یہ خون عظمت اسلام ہوا۔ ہمیں چاہیے کہ اس حقیقت کو خود سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں۔ آپ صرف اس وقت خلیفہ اسلام ہو سکتے ہیں جب عوام کو اسلام سے آگاہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ اسے چھوڑو، اس مہم کو امام زمانہ علیہ السلام خود آ کر انجام دیں گے۔ کیا آپ کبھی نماز ترک کرتے ہیں کہ جب امام زمانہ علیہ السلام تشریف لائیں گے تب پڑھیں گے؟ حفاظت اسلام نماز سے بھی واجب تر ہے۔

(ولایت فقیہ ص۔ ۹۴)

منیٰ میں صحابہؓ اور تابعینؒ سے

امام حسین علیہ السلام کا خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عام طور سے خیال کیا جاتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی تحریک کا آغاز امام حسین علیہ السلام سے بیعت یزید کے مطالبہ کے بعد ہوا۔ لیکن ایسا نہیں......

ہاں ایسا ضرور ہے کہ اس تحریک کو عروج، مطالبہ بیعت کے بعد حاصل ہوا۔ لیکن تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ یہ تحریک کسی نہ کسی صورت میں ہر دور میں جاری رہی۔ اس دعوٰی کا مظہر وہ اجلاس ہے جو امام حسین علیہ السلام نے ۵۸ ہجری میں منیٰ میں طلب کیا۔

معاویہ کے انتقال سے دو سال قبل امام حسین علیہ السلام زیارت کعبہ اور حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے گوشہ و کنار میں اصحاب رسولؐ، خاندان بنی ہاشم کے برگزیدہ بزرگوں اور اپنے معتقدوں اور جاںنثاروں کو بھی طلب فرمایا۔ چنانچہ منیٰ کے میدان میں تقریباً ایک ہزار مدعوئین اس اجتماع میں شریک تھے۔

اس موقع پر امام حسین علیہ السلام نے ان سربرآوردہ اور برگزیدہ افراد کے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس کی ابتداء میں امامؑ نے معاویہ کے ظلم و ستم اور اسلام دشمنی کا تذکرہ کرتے ہوئے لوگوں سے عہد لیا کہ اگر وہ آپؑ کی باتوں کو دل سے قبول کرتے ہیں اور آپؑ کے بیان کردہ حقائق کے سلسلہ میں شک و تردد کا شکار نہیں ہیں تو ان باتوں کو ایک پیغام کی صورت میں اپنے شہروں اور قبیلوں میں عام کریں۔

اس کے بعد امامؑ نے خطاب کا آغاز فرمایا:

ظلم وستم کے مقابل علماء کی خاموشی اور سکوت

آپ نے آیات قرآنی سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! خدا کی اس نصیحت وتنبیہ سے عبرت حاصل کرو کہ جہاں خداوند تعالیٰ نے علماء یہود کی مذمت کی ہے۔

خدا نے فرمایا:

لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

"آخر انہیں اللہ والے اور علماء ان کے جھوٹ بولنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے یہ یقیناً بہت بُرا کر رہے ہیں" (سورہ المائدہ۔۶۳)

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○

"بنی اسرائیل میں سے کفر اختیار کرنے والوں پر جناب داؤد اور جناب عیسیٰ کی زبان سے لعنت کی جا چکی ہے کہ ان لوگوں نے نافرمانی کی اور ہمیشہ حد سے تجاوز کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جو بُرائی بھی کی ہے اس سے باز نہیں آتے تھے اور بدترین کام کیا کرتے تھے۔" (سورہ المائدہ۔۷۹۔۷۸)

تحقیق خدا نے اُن کی (علماء یہود) برائی و مذمت اس لیے کی کہ وہ اپنے درمیان ظالمین کو پاتے اُن کو منکر وفساد برپا کرتے دیکھتے مگر اُن کو منکر وفساد سے نہ روکتے۔ وہ ایسا یا تو طمع ولالچ میں کرتے یا ایسا کرنے سے خوف کھاتے۔

حالانکہ

خدا فرماتا ہے:

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا

''تم اُن لوگوں سے نہ ڈرو صرف ہم سے ڈرو اور خبردار تھوڑی سی قیمت کیلئے ہماری آیات کا کاروبار نہ کرنا'' (سورۂ مائدہ۔ آیت ۴۴)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی حکمت

سورۂ توبہ کی آیت ۷۱ سے استفادہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے ولی اور مددگار ہیں کہ یہ سب ایک دوسرے کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر عنقریب خدا رحمت نازل کریگا کہ وہ ہر شے پر غالب اور صاحب حکمت ہے۔'' (سورۂ توبہ۔ آیت ۷۱)

خداوند متعال نے تمام فرائض و واجبات کی ابتداء فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بے شک اگر یہ فریضہ ادا ہو جائے تو دیگر تمام فرائض کا قیام آسان و سہل ہو جائے۔

بہ تحقیق امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اصل مفہوم لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے ظلم کو رد کرنا اور ظالم کی مخالفت کرنا ہے۔ غنیمت و اموال کو عوام میں تقسیم کرنا۔ مالی واجبات اور حقوق شرعیہ کو وصول کر کے اُس کے مستحقین تک پہنچانا ہے۔

علماء کا احترام لوگوں کی

ان سے توقعات سے وابستہ ہے

علماء کے احترام وتکریم اوران کے فرائض کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے طاقت ور جماعت!

تم وہ لوگ ہو جنہیں خداوند عالم نے علم وخوبی اور نیکی دی ہے اور لوگوں کے دلوں پر تمہارا رُعب طاری کر رکھا ہے۔ شریف تم سے معیار شرافت سیکھتا ہے اور کمزور تمہیں قابلِ احترام سمجھتا ہے۔ وہ جو مراتب میں تمہارے برابر ہیں اور تمہیں اُن پر کوئی حق حاصل نہیں وہ بھی تمہیں اپنے آپ پر مقدم سمجھتے ہیں۔ لوگ اپنی جن ضروریات کو پورا کرنے سے مایوس ہو جاتے ہیں تو تم اس سلسلے میں اُن کی مدد کرتے ہو۔ تم زمین پر بادشاہوں کے سے رُعب وجلال اور بزرگوں جیسے عزت واحترام سے چلتے ہو۔

تمہیں یہ رُعب ودبدبہ اور عزت وتکریم اس لیے عطا ہوئی ہے کہ تم سے راہ خدا میں آواز حق بلند کرنے کی توقع رکھی گئی ہے۔

پس تم دین حق کی حمایت کیلئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ اگر چہ تم حقیقت سے غفلت برتتے ہو اور حق کے بہت سے حقوق کی ادائیگی نہیں کرتے۔ تم نے آئمہ کے حقوق کو انتہائی کم درجے کے حقوق سمجھ رکھا ہے۔ کمزوروں اور محتاجوں کے حقوق کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔

تم اپنے حقوق کی تحصیل کی فکر میں رہتے ہو۔ تم نے خدا کی راہ میں مال ودولت صرف کیا ہے نہ اس کے لیے اپنی جان کو خدا کی راہ میں خطرے میں ڈالا ہے تم نے خدا کی رضا کے لیے اقوام وقبائل سے دشمنی اختیار نہیں کی۔ اس کے باوجود تم لوگ حصولِ جنت کی خواہش رکھتے ہو اور پیغمبروں کے ساتھ وہاں رہنا اور عذاب خدا سے چھٹکارا پانا چاہتے ہو۔

لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر عذاب کی مصیبت نہ آن پڑے کیونکہ تم اس منصب عزت پر فائز ہو جو دوسروں کو حاصل نہیں۔ اگر چہ تم عنایت خداوندی سے لوگوں کے درمیان معزز ومحترم ہو لیکن معرفت خدا رکھنے والوں کو محترم نہیں سمجھتے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ لوگ خدا سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا نہیں کرتے اور خدا کا خوف بھی نہیں رکھتے۔

نسلی اور قومی غیرت کے حامل

اور دینی حمیت سے عاری

تم اپنے اجداد کی قائم کردہ روایات کی خلاف ورزی سے مضطرو پریشان ہو جاتے ہو لیکن خداو رسولؐ کی قائم کردہ روایات اور متعین کردہ حدود کی تحقیر و تذلیل سے تم کوئی اثر نہیں لیتے۔

قوم کے اندھے بہرے اور غریب کسان، شہروں میں لاوارث بن گئے ہیں لیکن اُن کی حالتِ زار پر کوئی رحم نہیں کرتا۔

تم اپنی طاقت و توانائی کے مطابق کوئی کام کرتے ہو نہ ہی اُس شخص کی قدر کرتے ہو جو اپنے اُن فرائض کو با حسن و خوبی انجام دیتا ہو۔

تم اپنی سہل پسندی سے ظالموں کے ساتھ تعاون کرتے ہو اور اپنی زندگی بے حسی سے گزارتے ہو۔

خداوند قدوس نے تمہیں منکرات سے بچنے اور لوگوں کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن تم اس فرمانِ الٰہی سے غافل ہو۔

یہ صورتحال تمہارے لیے بہت بڑی مصیبت ہے کیونکہ تم علماء کے حفظِ مراتب میں ناکام رہے ہو۔ کاش! تم نے اس سلسلے میں جدوجہد کی ہوتی"۔

قیادت کیوں علماء کے پاس نہیں

امت مسلمہ کی قیادت کیلئے علماء کے استحقاق اور اس سلسلہ میں اُن کی کوتاہی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"امور سلطنت کی باگ ڈور اُن لوگوں کے ہاتھ میں ہونی چاہیے جو احکامِ خداوندی کا پورا علم رکھتے ہوں۔ حلال حرام میں تمیز روا رکھتے ہیں۔

تم لوگ اس سلسلے میں جو مقام و منزلت رکھتے تھے تم سے چھین لی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے حق کا دامن چھوڑ دیا ہے اور سنتِ پیغمبر کے اتباع کے واضح و روشن راستے کو باہمی اختلافات کا سبب بنا لیا

ہے۔ اگر تم لوگ مصائب پر صبر کرتے اور استقلال و ثابت قدمی سے راہ خدا میں مشکلات برداشت کرتے تو امور حکومت تمھیں سونپ دیئے جاتے۔ لیکن تم نے اپنی جگہ خود ظالموں کو دے کر حکومت الٰہیہ اُن کے حوالے کردی ہے۔ تا کہ وہ قوانین الٰہی کے اجراء میں اپنے قیاس اور شکوک وشبہات کو بھی داخل کردیں اور اپنی ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے ان ذرائع کو استعمال کریں۔

تم اِس ناپائیدار زندگی پر خوش ہو اور موت سے فرار چاہتے ہو۔ تمہاری اِس خواہش نے اُن ظالموں کو امت مسلمہ پر مسلط کردیا ہے۔

تم نے ظالموں کو کمزوروں پر غالب کردیا ہے۔

چنانچہ انہوں نے ان میں سے اکثر کو غلام بنالیا ہے اور بہت سے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں''۔

ظالم حاکم ہوا و ہوس کے پیرو

ظالم حکمرانوں کے طور طریقوں کے متعلق فرماتے ہیں:

''وہ امور حکومت کو اپنی مرضی سے چلاتے ہیں (لوگوں کی خواہشات اور قوانین الٰہی کی پرواہ نہیں کرتے) اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی سے ملت اسلامیہ کو انہوں نے ذلت وخواری سے دوچار کردیا ہے۔ وہ بدکاروں کی پیروی کرتے ہیں۔ احکام خداوندی کی خلاف ورزی میں وہ بڑے نڈر ہیں۔

اُن کے خطیب ہر شہر میں منبروں پر اُن کی شان بیان کرتے ہیں۔ تمام سلطنت اسلامی اُن کے دستِ تصرّف میں ہے۔ امت مسلمہ اُن کی غلام ہو کر رہ گئی ہے اور اپنے حقوق کی حفاظت سے قاصر ہے۔

اس ظالم وسرکش گروہ کی دستبرد سے کوئی کمزور اور غریب انسان محفوظ نہیں۔ وہ مالکِ کائنات، خدائے عزوجل اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

ان حالات پر حیرانی کیوں نہ ہو میں بحر استعجاب میں کیوں نہ غوطہ زن ہو جاؤں کہ زمین، دغاباز، ستمگر عوام سے زبردستی خراج وصول کرنے والے حاکموں کے تسلط میں ہے جو مومنین پر ظلم روا رکھتے ہیں۔ خداوند عالم گواہ ہے کہ ہم اِن خیالات میں کشمکش اور جدوجہد کررہے ہیں اور وہی روز حشر اپنے وعدے کے مطابق ہمارے اور ان کے درمیان انصاف کرے گا۔

صالح قائد کا وطیرہ، اعلائے کلمۃ اللہ

اے خدائے بزرگ و برتر تو جانتا ہے کہ میں نے جو کچھ کہا، اقتدار کے حصول اور مال و دولت کی خواہش میں نہیں کہا۔ اس سے میرا مقصد خودستائی اور بڑائی کا تذکرہ بھی نہ تھا۔

ہم چاہتے ہیں کہ

تیرے دین کے طریقوں سے لوگوں کو باخبر کر دیں۔
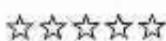
تیری آبادیوں کو مکینوں کے لیے قابل رہائش بنا دیں۔ تا کہ مظلوم اور بے یار و مددگار انسانوں کو امن و سکون میسر آ سکے۔ تیری طرف سے واجب ہونے والے امور اور تیرے احکام جاری ہو سکیں۔

صالح قیادت سے روگردانی ظالموں کے تسلط کا سبب

اے لوگو!

اگر تم نے ہمارا ساتھ نہ دیا اور ہمارے مقام و مرتبے سے آگاہ ہو کر ہمارے حقوق سے انصاف نہ کیا تو ظالم و جابر حکمران تم پر ہمیشہ کے لیے مسلط ہو جائیں گے اور تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے دین مبین کی شمع گل کر دیں گے۔

و حسبنا الله و علیه توکلنا و الیه انبنا و الیه المصیر O

☆☆☆☆☆

مسجدِ دمشق میں

امام سجاد علیہ السلام کا خطبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلوئے حسینؑ ابن علی سے بلند ہونے والی صدائے حق عرصہ دس سال سے مملکت اسلامی میں گونج رہی تھی، کبھی بلند آواز میں، کبھی دبی ہوئی بالآخر ۱۰ محرم ۶۱ ہجری بوقت عصر، صحرائے کربلا کے مقتل میں سر مقدس حسینؑ بن علی تن سے جدا ہو گیا۔ بظاہر اسی کے ساتھ یہ صدا بھی خاموش ہو گئی یا یوں کہیں کہ صدا بصحرا ہو گئی۔

لیکن صدائے حق کبھی ختم نہیں ہوتی۔ حق تو ہمیشہ باقی رہنے کیلئے ہی وجود میں آیا ہے۔ شہادت حسینؑ کے بعد سب سے پہلے یہ آواز حق جناب زینبؑ اور حضرت سجادؑ نے اسی قتل گاہ سے اٹھائی۔ حضرت زینبؑ و سید سجادؑ نے نہ صرف یہ کہ اس صدائے حق کی پاسداری کی بلکہ غلط تفسیر و توجیہ اور تحریفات سے بھی اس کو بچایا۔

ہم شہداء کربلا کی رسالت کے امین اور زینبیؑ سنت پر عمل پیرا عزاداران سید شہداء کی خدمت میں درخواست گزار ہیں کہ اس اہم فریضے کی محافظت اور اس کے نشر کرنے کے سلسلے میں آپ کے کندھوں پر انتہائی گراں قدر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ روز عاشور بلند ہونے والا استغاثہ حسینیؑ" اُس وقت سے لے کر آج تک اپنے تمام طرفداروں کے لیے یہ ہے کہ وہ اٹھیں اور خدا کے حرم، ناموسِ الٰہی اور اسلام کے احکام اور مقدسات کا دفاع کریں۔

ہم حضرت سجاد علیہ السلام کے دمشق کی جامع مسجد میں یزید کی موجودگی میں خطبہ جس نے کربلا کے قیام کو ثمر بار کیا پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم ہمیں کار زینبیؑ کی انجام دہی کیلئے استقامت عطا فرمائے تا کہ کوئی بھی چاہے دشمن ہو یا دوست کے روپ میں واقعہ کربلا کو مسخ کرنے یا اس کی تحریف کرنے یا غلط تفسیر کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

دورانِ اسیری قافلہ اہل بیت، دمشق کی جامع مسجد کے سرکاری خطیب نے خطبہ جمعہ میں یزید لعین وسید سجاد علیہ السلام کی موجودگی میں حسب روایتِ بنوامیہ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر سبّ (توہین) کی، اور یزید و اُس کے باپ کے فضائل بیان کئے۔امام سجادؑ نے خطیب کو با آواز بلند پکارا اور کہا:

''اے خطیب تجھ پر وائے ہو کہ تو مخلوق کی خوشنودی کی خاطر خدا کے غضب کو آواز دے رہا ہے، جان لے تیری جگہ جہنم ہے''۔

سید سجادؑ نے یزید سے کہا: ''کیا تم اجازت دیتے ہو کہ اس لکڑی کے ٹکڑے (منبر) پر جاؤں اور چند باتیں کروں جس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔ یزید نے انکار کیا لیکن حاضرین مجلس نے اصرار کر کے اجازت دلوادی''۔

سید سجاد علیہ السلام نے ابتداء میں عالم اسلام پر اہل بیتِ پیغمبرؐ کے اصل مقام کو واضح کیا۔ پھر جزئیات واقعہ کربلا اور کوفہ کے سپاہیوں کا وحشی پن بیان کیا۔ آپ نے خدا کی حمد وثناء کے بعد یوں فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم، حلم، شجاعت، سخاوت عطا فرمائی ہے۔ خدا نے لوگوں کے دلوں میں ہماری محبت و دوستی کو جاگزین کردیا ہے، رسول خداؐ ہم سے ہیں اور ان کے وصی علی ابن ابی طالبؑ بھی ہم سے ہیں، حمزہ سید الشہداءؑ، جعفر طیارؑ جو کہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں ہم میں سے ہیں اور رسولؐ کے دونوں نواسے حسنؑ و حسینؑ اور مہدیؑ جو کہ دجال کو ضرور قتل کریں گے ہم اہل بیت ہی سے ہیں۔ اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا تو میں اُسے اپنا حسب ونسب بتلوا دیتا ہوں۔

میں مکہ و منیٰ کا بیٹا ہوں، میں زمزم وصفا کا فرزند ہوں،

میں اُس کا بیٹا ہوں جس نے رُکن (حجر الاسود) کو چادر میں اُٹھایا۔

میں اُس کا فرزند ہوں جس نے سب سے بہتر احرام باندھ کر طوافِ حرم و سعی کو انجام دیا اور حج بجا

میں اُس کا بیٹا ہوں جس کو خدا کے حکم سے مسجدِ اقصیٰ لے جایا گیا،
میں اُس کا نورِ نظر ہوں جو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا،
میں اُس کا فرزند ہوں جس کے حق میں خدا نے یوں فرمایا:

دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ (سورۂ اسراء)

میں اُس کا جگر گوشہ ہوں جس کو خدائے جلیل نے جو بھی وحی کرنا چاہی وحی کی،
میں حسینؑ کا بیٹا ہوں جسے کربلا میں مار ڈالا گیا،
میں علی مرتضیٰؑ کا بیٹا ہوں، میں محمد مصطفیٰؐ کا بیٹا ہوں،
میں فاطمۃ الزہراءؑ کا بیٹا ہوں، میں خدیجہ کبریٰؑ کا فرزند ہوں،
میں سدرۃ المنتھیٰ کا پسر ہوں، میں شجر طوبیٰ کا فرزند ہوں،
میں اُس کا پسر ہوں جو اپنے ہی خون میں غلطاں ہو گیا،
میں اس کا جگر گوشہ ہوں کہ جنات نے تاریکی میں اور پرندوں نے ہوا میں اُس پر نوحہ اور گریہ کیا۔

امامؑ کا خطبہ ابھی یہاں تک ہی پہنچا تھا کہ مجلس درہم برہم ہو گئی، حاضرین مجلس کی آہ و زاری کا شور مسجد میں بلند ہو گیا۔

امامؑ نے اس خطبے میں واضح کیا کہ تمام افتخارات ہمارے خاندان کا مقدر ہیں، علم و دانش جو برتری کے لیے انسانی شرط ہے، بُردباری، بخشندگی اور سخنوری جو کہ آدمی کی فضیلت ہے، دلیری اور مردانگی جس پر رہبری و پیشوائی قائم ہوتی ہے، باایمان لوگوں کے دلوں میں محبت و دوستی جو کہ حکومت کرنے کی علامت اور رمز ہے یہ سب کچھ ہمیں دیا گیا ہے اور خدا نے ایسا ہی چاہا ہے۔ پس اسلام کی بزرگ شخصیات ہمارے خاندان ہی میں پیدا ہوئیں۔ علی ابن ابی طالبؑ وصی رسول خداؐ ہم میں سے ہیں، حمزہ سید الشہداءؑ قتیلِ جہاد (اُحد)، جعفر طیارؑ شہید (موتہ) اور اس اُمت میں رسولؐ کے دونوں نواسے حسنؑ و حسینؑ جو جوانانِ جنت کے سردار، مہدیؑ موعود جن کے ہاتھوں دنیا میں مملکت اسلامی کی تشکیل دی جائے گی یہ سب

ہمارے خاندان سے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر محبوب خدا پیغمبر اسلامؐ قرآن مجید کو لانے والے بھی خاندان بنو ہاشم سے ہی ہیں۔

آیا یزید ان تمام افتخارات کو ہم سے چھین سکتا ہے؟

آیا ان افتخارات کو اپنے نام بنو امیہ کے نام ثبت کر سکتا ہے؟

آیا ان تمام فضائل و مناقب کے ساتھ ہمیں گمنام بنا سکتا ہے؟

کیا یزید حضرت علیؑ و جعفرؑ، حمزہؑ، حسنینؑ جو کہ دین کے مخلص ترین خدمت گزار ہیں ان کے روپ میں خود کو ظاہر کر سکتا ہے؟

آیا یہ ہمارے حساب میں سے مکہ و منیٰ، زمزم و صفا، سعی و طواف، مسجد اقصیٰ و سدرۃ المنتہیٰ، قاب قوسین اور شجر طوبیٰ اور وحی آسمانی کو جدا کر سکتا ہے؟

آیا یہ تمام شعائر دینی اور شریعت پاک کے بانی ہمارے جدؐ کے علاوہ کوئی اور ہیں؟''

مسجد میں موجود لوگوں کی حالت خراب سے خراب تر ہو رہی تھی۔ یزید امامؑ کی اس گفتگو کے انجام سے سخت فکر مند ہو گیا اور اس نے امامؑ کے کلام کو قطع کرنے کے لیے مسجد کے مؤذن سے اذان دینے کو کہا۔ مؤذن نے اذان دینا شروع کی تو نامِ خدا کے احترام میں امامؑ خاموش ہو گئے۔

مؤذن نے کہا: ''اللہ اکبر''

امامؑ نے منبر کی بلندی سے صدا دی ''اللہ اکبر'' کوئی چیز خدا سے بڑھ کر نہیں،

مؤذن نے کہا ''اشہد ان لا الٰہ الا اللہ''

امامؑ نے فرمایا میرا خون، گوشت پوست اور میرا روآں، روآں خدا کی یگانگی اور اس کی وحدت کی گواہی دیتا ہے۔

مؤذن نے کہا ''اشہد ان محمد رسول اللہ''

امامؑ اس موقع کے منتظر تھے۔ عمامہ سر سے اتارا اور کہا: ''اے مؤذن تجھے اسی محمدؐ کے حق کا واسطہ جس کی رسالت کی گواہی دے رہا ہے ذرا خاموش ہو جا''۔ اس وقت آپؑ نے یزید کی طرف رُخ کر کے فرمایا:

''اے یزید! یہ پیغمبرؐ ارجمند و بزرگوار میرے جدّ ہیں یا تیرے؟ اگر تو کہے کہ تیرے، تو سب جانتے ہیں کہ تو جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اور اگر کہے کہ میرے تو بتا پھر کیوں میرے پدر کو شہید کیا اور ان کے مال واسباب کو لوٹا اور ان کی عورتوں کو قید کیا؟''

آپؑ نے یہ کہا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے گریبان چاک کیا اور فرمایا:

''خدا کی قسم اگر دنیا میں کوئی ایسا ہو کہ جس کا جدّ رسول خداؐ ہو تو سوائے میرے کوئی نہیں۔ پس کیوں اس آدمی نے میرے بابا کو ظلم وستم سے شہید کیا اور ہمیں اسیران روم کی طرح قید کر کے تشہیر کیا؟''

پھر آپؑ نے یزید کی طرف رُخ کر کے فرمایا:

''اے یزید! یہ کس طرح کے دردناک عمل کا مرتکب ہو رہا ہے۔ محمدؐ کو رسول اللہ کہتا ہے رو بقبلہ کھڑا ہے، وائے ہو تجھ پر! روز قیامت جب میرے جدّ اور والد تیرے خلاف گواہی دیں گے''۔

یزید نے حکم دیا اقامت کہی جائے لیکن مسجد کا نظام ایسا درہم برہم ہو چکا تھا کہ بہت سے افراد بغیر نماز پڑھے پریشانی کے عالم میں مسجد سے نکل گئے۔

امام سجادؑ کے لہجے کی صراحت، شجاعت، روح امامؑ کی بزرگی اور ایسی موقع شناسی جیسا کہ اس خطبہ میں نظر آتی ہے تعجب انگیز ہے۔ اسی طرح کے خطبات اور سخن رانی تھے جنہوں نے کربلا کے قیام کو ثمر بار کیا۔ لوگوں کے دلوں میں آل ابی سفیان کے لیے کینہ و نفرت بھر دی۔ اسیران اہل بیتؑ نے اپنے سراہم ترین ذمہ داری کو بڑی باریک بینی کے ساتھ تیار کردہ حکمتِ عملی کے تحت کوفہ و شام اور جہاں بھی موقع ملا انجام دیا۔ انہوں نے جہاں بھی لازم جانا اور سخن کرنے کی ضرورت دیکھی وہاں خطبات دیئے۔ انہوں نے اپنے مصائب و آلام کو پس پشت ڈال کر خطرہ کے احساس کے باوجود اس طرح حقائق سے پردہ چاک کیا کہ دشمن کیلئے اس واقع کی تحریف اور اسے مبہم بنانے کا کوئی راستہ نہ رہ گیا۔ امام سجادؑ کے بلیغ خطبے اور دربار یزید میں جناب زینب کبریٰؑ کی شعلہ فشاں گفتگو نے شام کے حالات کو یکسر پراگندہ کر دیا۔ شام کے لوگوں نے یزید کو گالیاں دیں اور اس بُرے عمل پر اسے لعنت ملامت کی۔

☆☆☆☆☆

رہبرِ معظم حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای

☆ عزاداری حضرت امام حسینؑ اس طرح منعقد کریں کہ یہ مجالس اہل بیت اطہارؑ سے ہماری جذباتی عقیدت اور لگاؤ میں اضافے کا باعث بنے۔

☆ عزاداری کے ذریعے واقعہ عاشورہ کی بہتر اور صحیح شناخت پیدا کریں تاکہ یہ لوگوں میں ایمان اور معرفت پیدا کرنے کا موجب بنے۔

☆ حضرت حسین ابن علیؑ کی عظیم قربانی نے تاریخ کے ضمیر کو بیدار کیا اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے اسوہ اور نمونہ بن گئی۔

پرچمِ حسینیت کی علمبردار امامیہ آرگنائزیشن پاکستان

☆ خودسازی ☆ گروہ سازی ☆ معاشرہ سازی

کے عمل کو جاری رکھتے ہوئے اُن امور میں سرگرم عمل ہے۔

☆ پاکستان بھر میں موجود اٹھارہ ریجنز اور سینکڑوں یونٹس میں

(۱) ہفتہ وار بنیادی نشست (۲) ماہانہ مجالس فکر اہل بیتؑ

(۳) تربیتی کیمپس (۴) شب بیداریاں

(۵) محافل ومجالس

کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے۔

☆ پاکستان بھر میں مختلف شہروں میں

(۱) العصر ہسپتال وفری ڈسپنسریز (۲) العصر اسلامک سنٹرز

کے ذریعے تعلیمی اور سماجی وفلاحی خدمات جاری ہیں۔

☆ امامیہ پبلیکیشنز کی تصانیف کے ذریعے علم وعمل کی ترویج جاری ہے۔

آیئے

آپ بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اجراء کیلئے حسینی عزم اور کربلائی جذبہ کے ساتھ ہمارے ہمسفر بنیں۔

امامیہ آرگنائزیشن پاکستان راولپنڈی ریجن

پوسٹ بکس نمبر ۱۰۱۷ جی پی او راولپنڈی

قائد شہید علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ نے فرمایا!

محرم الحرام کو تاریخ اسلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے جو اب تک کسی بھی تاریخی
واقعہ کو حاصل نہ ہو سکا۔ محرم صرف جہاد اور شہادت کی ایک سادہ داستان نہیں بلکہ زندگی ک
ایک پیغام ہے جس میں پوری انسانیت کو عزت و شرف اور آزادی کے حصول کے لیے بھرپو
جد و جہد کی دعوت دی گئی ہے۔ حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام نے دین مبین کی عظمت
اور تحفظ کے لیے جس انداز میں طاغوت سے ٹکر لی اس کی نظیر رہتی دنیا تک نہیں مل سکتی۔ اس
نازک دور میں لبوں پر سکوت طاری تھا اور حق بات کا زبان پر لانا تقریباً ناممکن ہو گیا تھا۔
اسلام کو اس کی اصلی اور حقیقی صورت میں قائم رکھنے اور تحریف و نابودی سے بچانے کیلیے سی
الشہداء علیہ السلام نے دشمنان دین کو آگے بڑھ کر چیلنج کیا آپ کی جرأت و شہادت کی تم
تمام انسانوں کیلئے مشعل راہ ہے۔

(محرم الحرام کے موقع پر پیغام ستمبر ۱۹۸۵ء

سیرت رسول صادقؐ و امام صادقؑ

کی روشنی میں

امامیہ آرگنائزیشن پاکستان

کا تربیتی و تبلیغی

علم و عمل کنونشن

22-23-24 اپریل 2005

جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار

۱۲۔۱۳۔۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

جامعہ علومِ اسلامی ملت ٹاؤن فیصل آباد

امامیہ آرگنائزیشن پاکستان راولپنڈی ریجن